ڈاکٹر ریحان اختر*

کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا ؟

اسلام خالقِ کائنات کا انسانیت کے لیے عظیم ترین عطیہ ہے۔ جو ہمہ گریت، آفاقیت وابدیت کا حامل ہے۔ چوں کہ یہی دین حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت نوحؑ ابراہیمؑ واسماعیلؑ نے اسی دین کا علم بلند کیا اور اسی دین حق کی تکمیل کائناتِ انسانی کے سب سے بڑے محسن اعظم محمد عربی ﷺ کے ذریعہ ہوئی جس کو اللہ رب العزت نے اپنی کتاب عزیز میں برملا اعلان فرمایا ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لیکم الاسلام دینا۔[1]

(آج کے دن ہم نے تمہارے لیے دین اسلام کو مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لیے طریقہ زندگی کے طور پر اسلام کو پسند کیا۔)

موجودہ دور میں اسلام مخالف طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ بڑی تیزی کے ساتھ اپنے تمام اسباب وذرائع ارسال کے ذریعہ ترسیل کررہی ہیں کہ دنیا میں اسلام کے نشوونما طاقت وقوت کے زور سے ہوئی۔ دین اسلام کی ترویج واشاعت میں اسلامی جنگوں کا اہم کردار رہا ہے۔ اور یورپ اپنی معاندانہ روش کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے تمام حربے استعمال کررہا ہے کہ کس طرح سے اسلام کی صاف وشفاف شبیہ کو داغدار کیا جائے۔ کبھی تو اسلام کو ایک خونخوار مذہب سے تعبیر کرتا ہے اور کبھی مسلمانوں کو درندہ صفت اور دہشت گرد کا لیبل لگادیتا ہے اور اپنی اسلام مخالف سرگرمیوں میں ساری دنیا کو شریک کرنا چاہتا ہے۔ بالخصوص ہندوستان کو اور یہ باور کرارہا ہے کہ ہندوستان میں بھی مسلمان حکمرانوں نے اپنی طاقت وقوت کے بل بوتے پر غیر مذاہب کے لوگوں کی گردن پر تلوار رکھ کر انھیں اسلام کو قبول کرنے پر مجبور کیا۔

بالخصوص صلیبی جنگوں میں معاندین اسلام کی ذلت آمیز ہزیمت وپسپائی کے بعد یہ بات بڑی زور وشور سے اٹھی کہ اسلام ایک خونخوار مذہب ہے اور مسلمان ایک دہشت گرد قوم وملت کا نام ہے۔ اس کے بعد سے لے کر آج تک کسی نہ کسی پیرائے بیان وزبان میں اس الزام بے جا کو اسلام کی طرف منسوب کرنے میں پوری دنیا لگی ہوئی ہے۔

---

* شعبہ دینیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

اسلام تو سراپا خیر و سلامتی کا مذہب ہے۔ اور امن و سلامتی کے جامع اور ہمہ گیر تصور کا نقیب ہے۔ دین حق نے تو اپنی دعوت و تبلیغ کو دلائل و براہین کے ذریعہ اخلاقِ حسنہ سے پیش کی اور حسن اخلاق نے لوگوں پر ایسے اثرات مرتب کیے کہ غیر مذاہب کے لوگوں نے اسلام کی پناہ میں آنا اپنے لیے باعث سعادت سمجھا اور اسلام قبول کرنے کے بعد وہ کسی حال میں اپنے متروکہ دین کی طرف واپس جانا گوارہ نہ کیا۔ اسلام نے عقل و خرد کو حکم بنانے کے بعد لوگوں کو اسلام قبول کرنے اور انکار کرنے کی پوری آزادی دی، قرآن کریم میں اعلان ہے:

ومن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر ۲ [جو چاہے ایمان لائے اور چاہے کفر کا راستہ اختیار کرے]

اسلام کی ترویج و اشاعت اور دعوت و تبلیغ کے اصول تفصیل کے ساتھ قرآن میں بیان کیے گئے ہیں۔ اور اسلام میں مذہب کے سلسلہ میں جبر و اکراہ سے روکا گیا ہے۔ اسلامی دعوت کو پیش کرنے کا طریقہ کار کیا ہونا چاہیے قرآن کی زبانی سنیے:

ادْعُ إِلِى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ: ۳

[انھیں اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت وعمدہ وعظ و پند کے ساتھ بلاؤ اور بحث و مباحثہ ایسے طریقہ پر کرو جو بہترین ہو]

وَلَا تَسْتَوِىْ الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِىْ هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۴ [اے پیغمبر ﷺ نیکی اور بدی برابر نہیں ہیں۔ تو بدی کو ایسے طریقہ پر دور کر جو بہت اچھا ہے پھر دیکھ کہ جسکے ساتھ تیری دشمنی ہے وہ تیرا گرمجوش دوست بن جائیگا۔]

اسلام جبر و اکراہ پر بندش لگاتے ہوئے قرآن کریم میں اعلان کیا:

أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِيْنَ ۵

[کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ مومن ہو جائیں، حالاں کہ تیرا کام مجبور کرنا نہیں]

ایک دوسری جگہ باری تعالی کا ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللهِ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۶

[کوئی شخص اللہ کی اجازت کے بغیر ایمان نہیں لا سکتا اور اللہ عدمِ اجازت کی ناپاکی انھیں لوگوں پر ڈالتا ہے جو اپنی عقل سے کام نہیں لیتے۔]

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: إِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَن يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۷

[تو جسے چاہے ہدایت نہیں کر سکتا بلکہ اللہ جسے چاہے ہدایت کرتا ہے وہی جانتا ہے کہ کون ہدایت قبول کرنے لیے تیار ہے۔]

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ ۸

[ان کی ہدایت تیرے ذمہ نہیں ہے بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے۔]

قرآن کریم کی یہ تمام ہدایات کیا اس بات کے بین ثبوت نہیں ہیں کہ اسلام میں مذہبی جبر واکراہ اور زور زبردستی کی کہیں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ پھر کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ کوئی اہل ایمان خدا کی جاری کردہ احکامات کے خلاف ظلم وتشدد و ناانصافی اور حق تلفی کا راستہ اختیار کرے گا۔ یہ بات واضح ہے کہ اسلام میں کوئی بھی جنگ دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے نہیں ہوئی، بلکہ تمام جنگیں ظلم وستم اور جبر واکراہ کے خاتمہ کے لیے ہوئیں۔ جب ظلم وستم کا خاتمہ اور اس کے اسباب وذرائع کا سدباب ہوا اور معاشرہ میں عدل وانصاف کا قیام ہوگیا تو پھر لوگوں نے اسلام کے محاسن کو دیکھتے ہوئے اسلام کو قبول کرلیا۔ علامہ لورڈ ہیڈلے لکھتے ہیں:

''محمد عربی ﷺ کی تلوار جو آپ نے جماعتِ مفسدین کی ظالمانہ سرگرمیوں کو نیچا دکھانے کے لیے اٹھائی وہ صرف حفظِ ذات کی تلوار نہ تھی بلکہ تمام قوموں، تمام مذہبوں، تمام مندروں، گرجاؤں اور مسجدوں کی حفاظت کی تلوار تھی۔ اور اقوام وادیان کے رشتوں کو توڑنے والی نہیں بلکہ جوڑنے والی تھی۔ اس کا بڑا مقصد یہ تھا کہ عرب سے خانہ جنگی کو ختم کردیا جائے اور ایک ایسی منظم اور پرامن حکومت قائم کی جائے جس کے سایہ میں تمام اقوام کو عزت وآزادی کی زندگی مل سکے۔ ۹

مشہور ہندو سیرت نگار سوامی لکشمن پرساد اسلام کی جنگوں کے سلسلہ میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کہ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام کی شان وشوکت کے ایام کی کہانی جنگ وجدال کی ایک خونچکاں داستان ہے اور یہ خون آشائی اس کے حلقہ بگوشاں کی خصوصیت امتیازی قرار دی جاتی ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ قطعی مبنی برصداقت ہے کہ اسلام نے خون کا دریا عبور کرکے ہی اپنی اس حیرت انگیز شان وشوکت کو حاصل کیا ہے۔ جس کا تصور انگشت بدنداں کردینے کے لیے کافی ہے۔ اسلام کے گلشن ہائے رنگ کی رنگینیوں میں ان مظلوم سرفروشانِ توحید کی جھلک موجود ہے جنھوں نے صیانتِ دین کے لیے بے دریغ گردنیں کٹائیں۔ مگر یہ قطعی ہے کہ مسلمانوں کو خونریزی اور جنگ وجدال سے کوئی دلی ذوق وشوق اور قلبی ربط وضبط تھا۔ قوموں کی تاریخ میں بعض ایسے وقت آتے ہیں جب خونریزی ناگزیر ہوجاتی ہے۔ اور اس وقت جان دینے سے جان چرانا ایک قسم کا گناہ کبیرہ بن جاتا ہے۔ مسلمان بھی ایسی آزمائش سے دوچار تھے جب تلوار کا اٹھانا اہم ترین فریضہ بن گیا تھا۔ ۱۰

اسلام پوری انسانیت کیلئے آیا ہے اور یہ عالم انسانیت کو تحفظ و حقوق فراہم کرتا ہے۔ اور یہ دنیا میں ایک ایسا معاشرہ چاہتا ہے جہاں پر ہر انسان کو مکمل آزادی حاصل ہے۔ اور احکامِ الٰہی کے حدود و قیود میں رہ کر جس طرح چاہے زندگی گزارے۔ لیکن اگر معاشرہ انسانیت ظلم و تشدد کا شکار ہو، اور فتنہ و فساد کا اماجگاہ بنا ہوا ہو، اور انسانوں کے ساتھ ننگ انسانی سلوک و برتاؤ کیا جارہا ہو، مذہبی حقوق کو چھین لیا جارہا ہو اور انسانی تقدس پامال ہو رہا ہو، تو اب ایسے وقت میں فتنہ و فساد اور ظلم و جبر کے طریقہ کار پر بندش لگانے کے لیے تلوار اٹھانا ناگزیر ضرورت بن جاتی ہے۔ سوامی لکشمن پرساد کا اسلامی جنگوں پر بے باکانہ تبصرہ کی تائید سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریر سے بھی ہوتی ہے لکھتے ہیں:

''اسلام اپنی صداقت پر ایمان لانے کے لیے کسی کو مجبور نہیں کرتا بلکہ دلائل و براہین کی روشنی میں ہدایت کی راہ کو ضلالت کی راہ سے ممتاز کر کے دکھانے کے بعد ہر شخص کو اختیار دیتا ہے کہ چاہے غلط راستہ پر چل کر نامرادی کے گڈھے میں جاگرے، اور چاہے سیدھے راستے پر لگ کر حقیقی اور دائمی فلاح و کامرانی سے بہرہ اندوز ہو، لیکن اس سلسلہ کلام کو ختم کر دینے سے پہلے ہم یہ بتادینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اسلام کی اشاعت کو تلوار سے ایک گونہ تعلق ضرور ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جہاں تک تبلیغ دین الٰہی کی حد ہے، اس میں تلوار کا کوئی کام نہیں ہے، لیکن اس تبلیغ کے ساتھ کچھ چیزیں اور بھی ہیں جن کے تعاون سے دنیا میں اسلام کی اشاعت ہوتی ہے اور وہ یقیناً تلوار کی اعانت سے بے نیاز نہیں ہیں۔[11]

گاندھی جی اسلامی تعلیمات کی خصوصیات و امتیازات کو پرزور انداز میں اعتراف کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

''میں اس کا بہت زیادہ قائل ہوں کہ اسلام کو جو مقام اس دور میں حاصل ہے، یہ تلوار کی بدولت نہیں ہے۔ یہاں حد درجہ سادگی ہے، رسول کی زندگی نمونہ ہے، جس میں ایفائے عہد ہے۔ دوستوں اور پیروکاروں کے لیے خلوص و محبت ہے۔ بے خوفی اور رب کی ذات میں اپنے پیغام کی سچائی میں یقین ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں نہ کہ تلوار جنھوں نے ہر سامنے والی چیزوں کو اپنے ساتھ بہالیا، اور ہر رکاوٹ کو عبور کرلیا۔[12]

ہم نے تلوار کا چرچا بہت سنا ہے اور مثال کے طور پر جہاد کا مسئلہ ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ گویا اسلام کی نشر و اشاعت اور اس کی بقا و ترقی کا انحصار تلوار پر ہے۔ ایسا کہنا خود اسلام کی تردید کرنا ہے، اس غلط اور شرانگیز عقیدے کے حامیوں نے حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے واقعات کو بالائے طاق رکھ دیا اور صداقت سے آنکھ بند کرلیں۔ اسلام میں تلوار کی جو جگہ ہے وہ کسی بھی مذہب میں ہوسکتی ہے، اسلام میں تلوار کا استعمال جائز ہے، مگر صرف وہیں تک

جہاں تک صداقت اور سچائی کی حفاظت کے لیے ضروری ہے۔ اسلام میں امن و آشتی اور صلح راستی کی جگہ تلوار سے کہیں بالاتر ہے۔ اسلام تلوار کا نہیں امن کا پیغام ہے۔[۱۳]

اسلام نے جن ممالک کو فتح کیا، وہ محض جنگی قوت کا استعمال کر کے نہیں بلکہ اس نے ایک ایسا نظام زندگی پیش کیا تھا اس میں ہر انسان کو آزادی حاصل تھی چاہے تو اس کو قبول کرے چاہے نہ کریں۔ مگر وہ اسلام کے خلاف دوہری پالیسی اختیار نہ کرے۔ تو وہ اپنے مذہب پر قائم رہ سکتا ہے۔ غیر مذہب کے لوگوں کی جان و مال کا ذمہ دار اسلام ہوگا۔ اسلام میں مذہبی تعلیمات کے سلسلے میں آزادی کو تسلیم کرتے ہوئے ایک انگریز دانشور لکھتا ہے:

''اسلام میں تلوار اور مبارزت کے ذریعہ فتح کے تصور کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں حتی کہ مفتوحہ علاقوں کے بت پرستوں کو بھی موت کے گھاٹ نہیں اتارا جاتا تھا۔''[۱۴]

تلوار سے ملک اور میدان تو فتح کیے جاسکتے ہیں مگر دل نہیں جیتے جاسکتے۔ اگر اسلام تلوار سے پھیلا ہوتا تو تلوار کا خطرہ سر سے ٹلتے ہی لوگ اسلام سے پھر جاتے، لیکن حقائق اس کے بالکل خلاف ہیں۔ جب تلوار کی قوت مسلمانوں کے ہاتھوں سے چھین لی گئی تب بھی ہزاروں لوگ اسلام قبول کرتے رہے ہیں۔[۱۵]

پس جس طرح یہ کہنا غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے لوگوں کو مسلمان بناتا ہے، اسی طرح یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اسلام کے اشاعت میں تلوار کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ حقیقت ان دونوں کے درمیان ہے، اور وہ یہ کہ اسلام کی اشاعت میں تبلیغ اور تلوار دونوں کا حصہ ہے۔ جس طرح ہر تہذیب کا کام ہوتا ہے، تبلیغ کا کام تخم ریزی ہے اور تلوار کا کام قلب ریزی ہے، پہلے تلوار زمین کو نرم کرتی ہے، تاکہ اس میں بیج پرورش کرنے کی قابلیت پیدا ہوجائے۔ پھر تبلیغ کا بیج ڈالا ڈال کر آبپاشی کرتی ہے تاکہ وہ پھل حاصل ہو جو اس باغبانی کا مقصودِ حقیقی ہے۔ ہم کو دنیا کی پوری تاریخ میں کسی ایسی تہذیب کا نشان نہیں ملتا جس کے قیام میں ان دونوں عنصر کا حصہ نہ ہو۔[۱۶]

مشہور و معروف مؤرخ مسٹر گبن جو زمانہ حال کے مؤرخوں میں سے ہیں سب سے بڑا مؤرخ ہے اور اس کی سند نہایت معتبر شمار کی جاتی ہے۔ مذہبی آزادی کے سلسلہ میں اپنی کتاب میں یہ لکھتا ہے کہ:

''مسلمانوں کی لڑائیوں کو ان کے پیغمبر نے مقدس قرار دیا تھا مگر آنحضرت ﷺ نے جو اپنی حیات میں مختلف نصیحتیں کیں اور نظیریں قائم کیں ان سے خلفاؤں نے دوسرے مذہب کو آزادی دینے کی نصیحت پائی جس سے اسلام کے غیر متنبدوں کی مخالفت رفع ہوجائے۔ ملک عرب حضرت محمد ﷺ کے خدا کی عبادت گاہ اور اس کا مملوک تھا، مگر وہ دنیا کی قوموں کو محبت سے اور بہت کم رشک سے دیکھتا تھا، بہت سے دیوتاؤں کو ماننے والے اور بت پرست جوان کو نہ مانتے تھے، شرعاً نیست و نابود کیے جاسکتے تھے۔ مگر انصاف کے فرائض سے نہایت عاقلانہ

تدبیر اختیار کی گئی۔ ہندوستان کے مسلمان فتح مندوں نے بعض کام دوسرے مذہب کی آزادی کے برخلاف کرنے کے بعد اس ......اور آباد ملک کے مندروں کو چھوڑ دیا ہے“۔

اپنے لوگوں کی شہادتیں تو قبول کرتے ہی ہیں لیکن اگر یہی شہادت کوئی دوسرے مذہب کا ماننے والا دے تو وہ یقیناً لائق داد و تحسین ہوا کرتی ہے۔اس مقام کا اختتام ایک مشہور ومعروف یورپی مؤرخ ڈاکٹر گستاؤلی بان کے خیالات پیش کردیئے جائیں جو ایک عیسائی دانشور ہے اس نے جو کچھ اسلام کے سلسلے میں لکھا وہ عقیدت محبت کی بنیاد پر نہیں لکھتا بلکہ تحقیق وتنقید کو بنیاد بناتے ہوئے تمدن عرب میں لکھا ہے:

”عمال اسلام اپنے عہد پر اس درجہ مستحکم رہے اور انھوں نے اس رعایا کے ساتھ جو ہر روز شہنشاہ قسطنطنیہ کے عاملوں کے ہاتھوں میں انواع واقسام کے مظالم سہا کرتی تھیں، اس طرح کا عمدہ برتاؤ کیا کہ سارے ملک نے بہ کشادہ پیشانی دینِ اسلام اور عربی زبان قبول کرلیا، میں بار بار کہتا ہوں کہ یہ وہ نتیجہ ہے جو ہرگز بزور شمشیر نہیں حاصل ہوسکتا“۔

اسلام جو سراپا امن وسلامتی کا دین ہے، جو ملک ومعاشرہ کو سکون واطمینان عطا کرتا ہے وہ سب وحی الٰہی کا فیض ہے۔ کیوں کہ یہ قانون کسی انسانی جماعت کا تخلیق کردہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کی خود ساختہ کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ بلکہ رب العالمین کے رحم وکرم کا صدقہ اور اس کی عنایات ہیں یہ دین سارے عالم کے لیے رحمت ہی رحمت ہی۔ کسی ملک وقوم یا فرد وجماعت کے لیے زحمت نہیں ہے، اگر کوئی اس کے قانون کو اسلام کی تعلیمات کو اپنے خلاف سمجھے تو اس میں اس کی کج فہمی اور خام عقلی کا تصور ہے۔

حواشی:

۱ المائدہ: ۲ الکہف: ۳ النحل:۱۲ ۴ حم سجدہ:۳۴

۵ یونس:۹۹ ۶ یونس:۱۰۰ ۷ القصص:۵۶ ۸ البقرہ:

۹ علامہ لارڈ ہیڈلے فاروق، تاجدارِ نبوت، ”ایمان“، پٹی ضلع لاہور، پاکستان

۱۰ تجلیات سیرت، طارق رحمٰن فضلی، ص:۱۵۰۔۱۵۱، ناشر وطابع، فضلی سینٹر، اردو بازار کراچی، اشاعت سوم۲۰۰۲ء

۱۱ الجہاد فی الاسلام، سید ابوالاعلیٰ، مودودی، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی، ۱۹۸۸ء ص:۱۰

۱۲ پیغمبر اسلام محمد ﷺ، گاندھی جی، ص:۳۱، ینگ انڈیا، ص:۳۱، ۱۹۹۲ء

۱۳ تجلیات سیرت، شان محمد، ادارہ ادب وثقافت لاہور، ۱۹۸۸ء، ص:۱۳۶

۱۴ LichtenstadterIsleIslamandtheModemAge, p.94-95

۱۵ اسلامی احکام پر اعتراضات اوران کی حقیقت، ثناء اللہ، دعوت سہ روزہ، اسلام اور غلط فہمیاں، ۲۸رجولائی ۲۰۰۲ء

۱۶ الجہاد فی الاسلام، ص:۱۷۵ ۱۷ الخطبات الاحمدیہ، فی العرب والسیرۃ النبویہ، ص: ۲۳۰، ۲۳۱، سرسید احمد خاں، نفیس اکیڈمی، کراچی ۱۸ ڈاکٹر گستاؤلی بان، تمدن عرب، ص:۱۳۲